

قال اللہ تعالیٰ: (اَللّٰهُ الَّذِیْزُ الْخَالِصُ) [الزمر: ۳]  
خبردار! اللہ تعالیٰ ہی کے لئے خالص عبادت کرنا ہے۔

# اسلام خالص کیا ہے؟

مولوی محمد اسماعیل زرتاگر  
[حیدرآباد، دکن]

# اسلام خالص کیا ہے؟

مرتبہ

محمد اسماعیل زرتارگر

حیدرآباد دکن





نام کتاب :	اسلامِ خالص کیا ہے؟
مصنف :	محمد اسماعیل زرتارگر [حیدر آباد]
صفحات :	۴۸
ناشر :	شعبہ دعوت و تبلیغ جماعت المسلمین مہسلہ
طابع :	غزالی ٹاپ سیٹرس اینڈ پرنٹرس، ممبئی، موبائل: 9820822052
سن اشاعت :	رمضان المبارک ۱۴۳۰ھ مطابق اگست ۲۰۰۹ء
تعداد :	دس ہزار

ملنے کے پتے :

- ۱۔ شعبہ دعوت و تبلیغ جماعت المسلمین مہسلہ
- ۲۔ مرکز الدعوة الاسلامیہ، سونس، کھیڈ، رتناگیری
- ۳۔ بیت السلام کمپلکس، کھیڈ، رتناگیری
- ۴۔ صوبائی جمعیت اہل حدیث، کرلا، ممبئی
- ۵۔ مرکز الدعوة والارشاد، روہا، رائے گڑھ
- ۶۔ مرکز التوحید والسنتہ، مروڈ، جتھیرہ
- ۷۔ مکتبۃ الشیخ الالبانی السلفیہ، اترولا بازار، یوپی

# فہرست

۳۷	پانچویں صدی	۴	عرضِ ناشر
۳۸	ساتویں صدی	۶	ایک ضروری وضاحت
۳۸	نویں صدی	۷	تعارف مصنف
۳۹	چودھویں صدی	۹	پیش لفظ
۳۹	لائے عمل	۱۰	حمد
۴۱	ارشاداتِ نبوی ﷺ	۱۱	لمحہ فکر یہ
۴۳	ہمارا وطن جنت ہے	۲۰	داعی الی اللہ
۴۴	راہِ جنت	۲۱	قرآن وحدیث کی تعریف
۴۶	پیغامِ الہی	۲۲	پہلی صدی
۴۶	پیغامِ رسول ﷺ	۲۳	دورِ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم
۴۷	اپنے اعمال کو ضائع نہ کرو		عہدِ نبوت میں تدوین
		۲۴	حدیث کے دلائل
		۲۸	دوسری و تیسری صدی
		۳۰	اقوالِ ائمہ اربعہ
		۳۴	کتب احادیث کی مزید تفصیل
		۳۵	تقلیدِ شخصی کی تعریف
		۳۶	چوتھی صدی



## عرضِ ناشر

الحمد لله رب العالمین و اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریک له و اشهد ان

محمد اعبده و رسوله ﷺ اما بعد!

شعبہ دعوت و تبلیغ، جماعت المسلمین مہسلہ کے زیرِ اہتمام چلنے والا ایک دعوتی و تبلیغی ادارہ ہے جس کا مقصد اصلی مسلمان بھائیوں کو بدعات و خرافات سے بچا کر توحید و سنت کے راستے پر لانے کی ہر ممکن کوشش کرنا ہے۔ الحمد للہ شعبہ قیام سے لے کر اب تک اپنے اس حقیقی مقصد کو حاصل کرنے کے لئے متعدد وسائل و ذرائع سے کوشش میں لگا ہوا ہے۔

”اسلامِ خالص کیا ہے؟“ نامی کتابچہ محمد اسماعیل زرتار گر رحمۃ اللہ علیہ کی ایک بہت ہی اہم اور آسان فہم کتابچہ ہے جو ایک مسلمان کے لئے صراطِ مستقیم اور حقیقی اسلام جاننے کے لئے بہت بڑا ذریعہ ہے۔ کیونکہ اس کتاب کے مطالعہ سے دو ٹوک انداز میں یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ کتاب و سنت پر عمل کرنے کا اہل الحدیث کا منہج ہی وہ منہج ہے جو شروع سے لے کر آج تک جاری و ساری ہے اور بقیہ مناج نو پید ہیں لہذا تقلید و تعصب سے ہٹ کر خالص کتاب و سنت ہی کو اپنا منہج بنایا جائے کیونکہ یہی کامیابی کی ضمانت ہے۔ شعبہ دعوت و تبلیغ کے اراکین نے اپنی میٹنگ میں اس کتابچہ کی اشاعت کا فیصلہ کیا اور الحمد للہ یہ کتابچہ آج آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس کی طباعت پر ہونے والے اخراجات کو سید احمد قادری، ڈاکٹر امان اللہ رفاعی، فاروق کونچالی، عامر قادری، ریاض حاجی میاں گھراڈے اور اقبال قاضی وغیرہ نے برداشت کیا ہے۔ ہم ان سبھوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ ان کے اس عظیم تعاون کو قبول فرما کر

باعثِ نجات بنائے اور آخر میں مسلمان بھائیوں سے عموماً گزارش ہے کہ اسے سنجیدگی کے ساتھ پڑھیں اور شاہراہِ کتاب و سنت کو اپنا کردین و دنیا کی سرخروئی حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سبھوں کو صراطِ مستقیم پر ثابت قدم رکھے اور بھولے ہوئے بھائیوں کو سیدھا راستہ دکھائے۔ آمین

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

احمد علی قمر الدین پینکر

سکریٹری، شعبہ دعوت و تبلیغ جماعت المسلمین مہسلہ

۳۳ رمضان المبارک ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۵ اگست ۲۰۰۹ء

# ایک ضروری وضاحت

شعبہ دعوت و تبلیغ نے ”اسلامِ خالص کیا ہے؟“ نامی کتابچے کو چھاپ کر مفت تقسیم کرنے کا فیصلہ کیا تو ذاتی طور سے میں نے اس کتابچہ کی طباعت کی اجازت کے لئے مؤلف کی اولاد سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی اور اس کی ذمہ داری ممتاز احمد حیدر آبادی صاحب کو سونپی، محترم موصوف نے اس ذمہ داری کو نبھاتے ہوئے ان کی اولاد سے ملاقات کی اور انہوں نے اس کتابچہ کی طباعت کی اجازت دے دی۔ اللہ تعالیٰ ان کے اس تعاون پر اجر عظیم سے نوازے اور اس کتابچہ کو ان کے والد محترم رحمہ اللہ کے لئے ثواب جاریہ بنائے۔ آمین

عبدالمعید مدنی

وکیل شعبہ دعوت و تبلیغ جماعت المسلمین مہسلہ

۳۰ رمضان المبارک ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۵ اگست ۲۰۰۹ء



## تعارف مصنف

جناب مولوی محمد اسماعیل صاحب زرتارگر (گلبرگوی) کرناٹک کے ضلع گلبرگہ کے رہنے والے ایک نیک سیرت انسان تھے اور اپنے آباء و اجداد کے دین حنفیت کے پیرو تھے۔ میرٹھی کی حیثیت سے گلبرگہ میں ہی ملازمت کیا کرتے تھے۔ جن کے پاس آپ ملازمت تھے وہ مسلک اہل حدیث کے پیرو تھے۔ قریب میں مسجد الہمدیث میں جا کر نمازیں ادا کیا کرتے تھے۔ انہیں بڑا تعجب ہوتا نماز کے طریقہ کو دیکھ کر، اکثر الہمدیث حضرات انہیں دین حق کیا ہے؟ سمجھاتے تھے۔

بفضلِ تعالیٰ انہوں نے تحقیق شروع کی اور حقیقی دین کو پایا اور مسلک الہمدیث کو اختیار کر لیا اور اسکے بعد مزید کتابوں کا مطالعہ کیا اور مواد جمع کیا اور اس کو ایک کتابی شکل دی جس کتاب کا نام ”اسلام خالص کیا ہے؟“ رکھا جب کتاب چھپ کر منظر عام پر آئی اور عوام الناس نے اس کا مطالعہ کیا تو اسے بے حد پسند کیا اور اس طرح سے برسہا برس سے جو اسلام خالص سے ناواقف تھے، واقف ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اس بزرگ کو جو آج ہم میں موجود نہیں، جو اس دنیائے فانی کو خیر باد کہہ چکے انہیں اپنی رحمت خاص میں جگہ دے، ان کی قبر کو نور سے بھر دے۔ یا اللہ تو ہی رحم و کرم کرنے والا مہربان ہے۔ (آمین)

محمد اسماعیل صاحب گلبرگہ سے حیدرآباد محلہ خلوت میں آ کر مقیم تھے اور یہاں آپ ایک دیانت دار تاجر اور جماعت اہل حدیث کے بزرگ حضرات میں شمار کئے جاتے تھے۔ آج بھی آپ کے فرزند محمد اسد اللہ زرتارگر (گلبرگوی) کے نام سے اسی مکان میں رہتے ہیں۔ آپ بھی کپڑے کے تاجر ہیں اور آپ کی دکان بھی خلوت کے قریب ہی ایک بڑی مارکیٹ میں ہے۔ جمعیت اہل حدیث کے سرگرم حضرات میں سے

ہیں اور انہوں نے اپنے والد محترم محمد اسماعیل صاحب کی اس کتاب کو جو اسلام خالص کیا ہے؟ تلکوزبان میں بھی چھپوایا ہے۔ اس کے علاوہ بھی مختلف کتابیں جناب محمد اسماعیل صاحب زرتارگر نے لکھی اور عوام الناس نے انہیں بے حد پسند کیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اس بزرگ کے علم و تحقیقی کتابوں سے مستفید ہونے کی توفیق عطا کرے۔

اس کتاب کو چھپوانے کے لئے میں نے یعنی ممتاز علی خاں (حیدر آباد) مبلغ نے جناب محمد اسد اللہ زرتارگر (گلبرگوی) سے ملاقات کر کے اجازت حاصل کی اور جناب نے اجازت دی، اللہ تعالیٰ انہیں اجر عظیم عطا فرمائے اور اصل مصنف جناب محمد اسماعیل صاحب زرتارگر کے لئے ثواب جاریہ بنادے۔ (آمین) اس عظیم شخصیت کے بارے میں میری یہ محدود معلومات ہیں اور ہم سے کچھ کوتاہی ہو تو یہ ہماری محدود معلومات کی وجہ سے ہے اللہ تعالیٰ اسے معاف فرمائے۔ ہم اسی سے دست بدعا ہیں۔

آپ کا خیر اندیش

ممتاز احمد حیدر آبادی

صفر ۱۴۳۰ھ، حیدر آباد

## پیش لفظ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اس سے پہلے یہ رسالہ ”اسلام خالص کیا ہے؟“ کئی بار شائع ہو کر منظرِ عام پر آچکا ہے۔ اور عوام الناس بھی اس کے مطالعے سے استفادہ کر چکے ہیں۔ اب یہ اپنی نئی کتابت و نئے سرورق (ٹائٹل) سے آراستہ ہو کر پھر منظر پر آ رہا ہے۔ اس رسالہ کا مقصد اتنا ہے کہ عوام موجودہ مسلکی جھگڑوں کی ابتداء کو سمجھیں اور اپنے آپ کو صحیح دین خالص کی طرف رجوع کریں۔

اس رسالہ کی تبلیغ اور نشر و اشاعت میں جن مخیر حضرات کا مالی تعاون رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس کارِ خیر کا اجر عظیم عطا کرے۔

آمین

محمد اسماعیل زرتارگر



## حمد

سب تعریف اللہ تعالیٰ کو سزاوار ہے جو رب  
العالمین ہے۔ کل کائنات وزمین و آسمان کا حقیقی مالک ہے  
۔ وہی کل کائنات پر متصرف و محیط ہے۔ وہ اکیلا اور وحدہ لا  
شریک ہے۔ پاک و بے عیب ہے۔ وہ سمیع و علیم اور بصیر  
ہے۔ سب کا پالنے والا ہے۔ وہ دن رات چاند سورج اور  
ستاروں کا مالک ہے۔ سمندر اور اس کے اندر کی کل مخلوقات  
پر قادر ہے۔ ہم سب کے سب اس کے در کے محتاج، فقیر و  
غلام ہیں۔ ہم اس کی تعریف کرنے سے قاصر ہیں، جس قدر  
تعریف کی جائے کم ہے۔

اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل و کرم ہے کہ ہم میں آخری پیغمبر  
رحمۃ للعالمین حضرت محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا اور ہم کو خیر  
امت کے لقب سے نوازا اس نعمت عظمیٰ کا جس قدر شکر ادا  
کریں کم ہے۔

## لمحہ فکر یہ

آج کل کے بعض مسلمان قرآن وحدیث پر عمل کرنے والوں کو نیا فروتنیاء مذہب کے نام سے یاد کرتے ہیں اور پھر اس سے متجاوز ہو کر چاروں اماموں میں سے کسی ایک امام کی تقلید نہ کرنے والوں کو غیر مقلد و خارج از اسلام کے لقب سے نوازتے ہیں اور نہ معلوم کیا کیا خطابات چسپاں کرتے ہیں۔

آخر اس قرآن وحدیث پر عمل کرنے کی بنیاد کب سے ہے؟

عوام الناس کی آگاہی کے لئے یہ رسالہ مستند سنہ واری پیش کیا جا رہا ہے اور اس رسالہ کا مقصد صرف ہر نوعیت کی ابتدائی سنہ کو بتلانا ہے کہ قرآن وحدیث پر عمل کب سے ہے اور تقلید شخصی اور نسبت ائمہ مذہب اربعہ کب سے اور کس طرح اسلام میں داخل کئے گئے ہیں؟ نیز تدوین حدیث وتدوین فقہ کب سے ہوئی ہے؟ اس کے علاوہ اقوال ائمہ اربعہ کو پیش کر کے تفصیل کے ساتھ لکھا گیا ہے تاکہ تقابل کیا جائے کہ قدیم اور جدید کیا ہے؟ اکثر علماء سلف نے فرقوں کی نسبت بڑی بڑی ضخیم کتابیں تصنیف کر کے پیش کی ہیں لیکن ہمیں ان تفصیلات میں نہیں جانا ہے۔

برادران ملت! میری آپ سے صرف یہی گزارش ہے کہ اخلاص کی بنیاد پر عصبیت کو ہٹا کر اصلاحی نقطہ نظر سے انصاف کے پیش نظر غور و فکر کرو اور قدیم و جدید کا جائزہ لو۔ ہمارے نبی محترم تاجدارِ مدینہ حضرت محمد ﷺ کا دور نبوت مکی ومدنی ۲۳ رسال اور دور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم تقریباً ۳۰ رسال اور دور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تقریباً ۶۰ رسال، اس طرح جملہ سائنہ تہذیبیہ تک رہا۔ وہ سب کے سب مسلمان وحی الہی، قرآن وسنت رسول ﷺ وارشادات حضرت محمد ﷺ کی اتباع کرتے تھے۔ یعنی قرآن وحدیث پر ان کا عمل تھا۔ یہ پہلی صدی کے مسلمان اسلام کے پروانے و



شیدائی لاکھوں کی تعداد میں تھے۔ ان کی نسبت ایک سوال خود بخود پیدا ہوتا ہے کہ وہ مسلمان کس امام کے مقلد تھے۔ اور کس امام کی نسبت سے پکارے جاتے تھے۔ کیا وہ مسلمان حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی تھے؟ دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ان ائمہ کے علیحدہ علیحدہ مذاہب اس وقت رائج تھے؟ تیسرا سوال یہ ہوتا ہے کہ پہلی صدی کے مسلمان امتِ رسول ﷺ، خلفائے راشدین و صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو قرآن و حدیث پر عمل کرتے تھے تو کیا آج کل کے بعض مسلمان کا یہ الزام ان پر بھی عاید ہو سکتا ہے؟

ان ہر سوالات کا جواب لازماً و کلیتاً تسلیمِ شافعی میں ہوگا۔ کیونکہ پہلی صدی میں ائمہ اربعہ کا نام و نشان ہی نہ تھا اور نہ ان کی ولادت ہی ہوئی تھی۔ ایسی صورت میں یہ بات مسلمہ ہوگئی کہ تقلیدِ شخصی و نسبتِ ائمہ اور مذاہبِ ائمہ کا پہلی صدی میں وجود نہ تھا۔ اس کی تصدیق دو پہر کے سورج کی طرح ولادتِ ائمہ سے ظاہر ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ۹۳ھ میں پیدا ہوئے اور دیگر ائمہ حضرات امام شافعی و حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ دوسری صدی میں پیدا ہوئے۔ پس ایسے بے بنیاد الزام لگانے والوں کو تو بہ کرنا چاہئے اور اس طرح کی گستاخی سے باز آ جانا چاہئے۔ نہ معلوم اس قسم کے لوگ قیامت کے دن کیا جواب دیں گے؟ جبکہ دنیا میں ان کا کوئی جواب نہیں۔ اس تفصیل سے صاف ظاہر ہے کہ:

اسلام نام ہے ..... قرآن و حدیث پر عمل کرنے کا

اسلام محدود ہے ..... قرآن و حدیث کے دائرہ میں

اسلام مکمل دین ہے۔ اس کی تصدیق وحی الہی قرآن سے ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ

نے ہمارے نبی محترم حضرت محمد ﷺ کے حجۃ الوداع کے موقع پر یہ آیت کریمہ (الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَ اَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَ رَضِيتُ لَكُمُ



الْإِسْلَامَ دِينًا) [سورة المائدة، آیت - ۳] ترجمہ: آج میں نے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی ہے اور میں نے اسلام کو تمہارا دین پسند کیا ہے۔

نازل فرما کر اسلام کے مکمل ہونے کی مہر کر دی۔ اس کا کوئی مسلمان انکار نہیں کر سکتا۔ لہذا اس آیت کریمہ کی موجودگی میں کسی مسلمان امتی کو ہر گز یہ حق نہیں ہو سکتا کہ اسلام میں کوئی نئی چیز داخل کرے یا کوئی چیز خارج کرے یا کسی چیز کی کمی سمجھ کر اضافہ کرے۔ اگر کوئی امتی اسلام میں اس قسم کی دخل اندازی کرے گا تو وہ نعوذ باللہ اس آیت کریمہ کا انکاری ہوگا۔ ایسے انکاری لوگوں کا قیامت میں کیا حشر ہوگا؟ غور کریں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بار بار تاکید کے ساتھ کئی جگہ فرمایا: (وَاطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ) [سورة التغابن، آیت ۱۲]

ترجمہ: اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول ﷺ کی۔

ارشاد نبوی ہے: موسیٰ علیہ السلام کی امت میں ۷۲ فرقے تھے، میرے بعد میری امت میں ۷۳ فرقے ہوں گے جن میں سے ۷۲ فرقے دوزخی ہوں گے اور ایک فرقہ جنتی ہوگا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ کون سا فرقہ ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ”مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي“ جس راہ پر میں ہوں اور میرے اصحاب (ترمذی)۔ پس جبکہ ہمارے نبی محترم حضرت محمد ﷺ نے جنت کے راستے کی پہچان صاف طور پر بتلا دی ہے تو پھر ہم کو دوسرے راستے کی ضرورت باقی نہ رہی۔ اس کے باوجود اگر کوئی شخص کسی امتی کے طور طریقے کو ترجیح دیتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے تو وہ کس مقام کو حاصل کرتا ہے خود اپنی عقل سلیم سے فیصلہ کر لے۔

میرے عزیز دوستو! اس سے صاف معلوم ہوا کہ اسلام خالص قرآن و حدیث ہے اس پر عمل کرنے والا فلاح دارین کا مستحق ہے۔ یہ ابتداء اسلام سے ہے، کوئی نیا مذہب نہیں ہے اور نہ نیا فرقہ ہے۔ بلکہ ایک جماعت ہے جو قرآن و حدیث پر عمل کرتی

ہے۔

اب تدوینِ حدیث کی نسبت عرض کرنا ہے کہ حدیث کی تدوینِ مبارک — عہدِ نبوت ﷺ میں ہوئی ہے۔ حدیث کا ضخیم مجموعہ عہدِ نبوت ﷺ میں موجود تھا۔ اس کے بعد ایک دوسرے سے خلفائے راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس منتقل ہوتا رہا، کسی نے لکھ لیا تو کسی نے زبانی یاد کیا۔ اگر یہ نہ ہوتا تو قرآن عظیم الشان اور حدیثِ رسول ﷺ پر عمل کرنا ناممکن تھا۔ لہذا پہلی صدی میں حدیث کا مجموعہ پایا جانا مسلمہ ہے۔

اس کے بعد دوسری صدی میں ائمہ اربعہ و محدثین نے مزید حدیثوں کو جمع کر کے کتبِ احادیث لکھی ہیں۔ یہ امر تو مسلمہ ہے جس کو سارے عالم کے علمائے کرام خاص و عام اس کی تصدیق کرتے ہیں اور اس سے متفق ہیں۔ دوسری اور تیسری صدی دورِ ائمہ و محدثین کا رہا۔ اس وقت اگر کوئی مسئلہ درپیش آتا تو ائمہ سے مراجعت کرتے۔ وہ قرآن و حدیث سے یا اپنی رائے و قیاس پیش کرتے ہوئے خوفِ خدا اور تقویٰ کی بنا پر صاف ارشاد بھی فرماتے تھے کہ اگر یہ قرآن و حدیث کے خلاف ہو تو اسے چھوڑ دو۔ اس لحاظ سے گویا سب کے سب ائمہ اور اس دور کے سب مسلمان قرآن و حدیث پر ہی عمل کرتے تھے۔ تمام ائمہ نے کیا اچھی اور سچی باتیں کہی ہیں، ان کے اقوال قابلِ احترام ہیں۔ جو آگے رسالے میں پیش ہیں۔ وہ سب ائمہ عابد و متقی، پرہیزگار و موحّد متبعِ سنت قرآن و حدیث کے پابند اور سلفِ صالحین کا نمونہ تھے۔ کسی نے بھی اپنی تقلیدِ شخصی و نسبتِ فروتہ بندی کے لئے نہیں فرمایا۔ اور نہ ہی کوئی اپنی طرف سے علیحدہ علیحدہ مذہب مرتب کر کے رائج کیا لہذا ان کے اقوال کے مطابق ۔

اگر ہو مقلد تو عمل کر کے بتاؤ

بنتے ہو و فادار تو وفا کر کے بتاؤ

اللہ تعالیٰ ائمہ کی قبروں کو نور سے بھر دے اور اپنی رحمت سے نوازے۔



میرے عزیز بھائیو! پہلی صدی تو کیا تیسری صدی میں بھی تقلید شخصی و نسبت ائمہ کے نام کا فرقہ حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی کا وجود نہ تھا ہوش و حواس سے کہو کہ نیا کیا ہے؟ اور قدیم کیا ہے؟ چوتھی صدی سے تقلید شخصی کی ابتداء ہوئی مگر نسبت ائمہ نام کے فرقوں کا وجود عمل میں نہ آیا۔ اس مقام پر بھی یہ بات تسلیم کرنا ہوگا کہ چوتھی صدی میں بھی اس نسبت ائمہ کا نام منظر عام پر نہ تھا۔

سنہ واری کا لحاظ کرتے ہوئے اب کتب فقہ کی ابتداء کو پیش کیا جا رہا ہے۔ اس کے بعد تقلید شخصی کی نسبت مزید آگے تفصیل پیش کی جائے گی۔ فقہ کی پہلی کتاب قدوری ۲۸ھ میں لکھی گئی۔ اس کے بعد اور کتب فقہ لکھی گئیں۔ اس طرح کتب فقہ کی تدوین پانچویں صدی سے ہوئی، تقابل کریں کہ تدوین حدیث کی بنیاد ابتداء اسلام سے ہی ہے اور اسلام کی بنیاد قرآن و حدیث ہے۔ لہذا قرآن و حدیث پر عمل قدیم سے ہونا اظہر من الشمس ہے۔ تقلید شخصی کی نسبت مزید تفصیل یہ ہے کہ چوتھی صدی تا چھٹی صدی تک تقلید کا سلسلہ جاری رہا۔ جب اس کی رفتار روز بہ روز بڑھتی گئی تو اس وقت کے سلاطین کا میلان بھی تقلید پر مائل ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ ۶۶۵ھ میں سلاطین کی جانب سے اکثر مقامات پر فرقہ بندی کے ساتھ نسبت ائمہ و مذاہب حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی کے چار قاضی مقرر ہوئے۔ لہذا ساتویں صدی سے ان ناموں کی نسبت منظر عام پر آئی اور تقلید شخصی کا آغاز ہوا۔ یہ نئے فرقوں اور مذاہب کو اس طرح ساتویں صدی میں داخل اسلام کیا گیا۔ غور کرنے کی ایک خاص بات یہ ہے کہ ساتویں صدی میں ایک خالص اسلام کے چار حصے کر کے کتب فقہ کو مذاہب ائمہ ترتیب دے کر ایک ایک حصہ مذاہب کا مقلدین ائمہ نے اختیار کر لیا۔ اس پر طرہ یہ ہے کہ اس کو قدیم اور ابتداء اسلام سے ساتویں صدی تک کے قرآن و حدیث پر عمل کرنے والوں کو جدید کہنے کی جرأت کرنے لگے۔ یہ کس قدر نا انصافی کی بات ہے؟



خود یاد رکھو اور یقین کرو کہ آخرت کی پہلی منزل قبر ہے جسے آخرت کے امتحان کا پہلا پرچہ کہنا بے جا نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تین سوالات کئے جائیں گے جن میں ہرگز یہ نہ پوچھا جائے گا کہ تیرا مذہب کس امام کا ہے؟ اور تیرا امام کون ہے؟ بلکہ تین سوالات وہی ہوں گے جو اللہ کے رسول ہمارے نبی محترم ﷺ نے بتلایا ہے کہ:

(۱) مَنْ رَبُّكَ ..... تیرا رب کون ہے؟

(۲) مَا دِينُكَ ..... تیرا دین کیا ہے؟

(۳) مَا هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي بُعِثَ فِيكُمْ ..... تیرا نبی کون ہے؟

ان کے جوابات یوں دینے ہوں گے اور یہ جوابات بھی اللہ کے رسول نے واضح

فرمادیے ہیں:

(۱) رَبِّيَ اللَّهُ ..... میرا رب اللہ ہے

(۲) دِينِي الْإِسْلَامُ ..... میرا دین اسلام ہے۔

(۳) میرے نبی اللہ کے بندے اور رسول حضرت محمد ﷺ ہیں۔ (ابوداؤد)

اس طرح قبر کے سوالات کے جوابات سے کامیابی ہوگی اور عذابِ قبر سے نجات ملے گی یہ صحیح جوابات اسی کو نصیب ہوں گے جس نے دنیا کی زندگی میں حلالِ اسلام پر عمل کیا ہو۔ اور اگر اس کے برخلاف عمل کیا ہو تو ظاہر ہے کہ جوابات بھی خلاف ہوں گے۔ ایسی صورت میں عذابِ قبر قیامت تک ہوتا رہے گا۔ اس کے بعد روزِ محشر آئے گا تو وہاں سب کے سب جمع ہوں گے۔ ہر ایک اپنے اپنے عمل کے مطابق سزا و جزا پائے گا۔ اس وقت کوئی کسی کے کام نہ آئے گا البتہ عملِ صالح (بموجب قرآن و حدیث) نجات کا ذریعہ ہوگا۔

ارشادِ نبوی ہے کہ روزِ محشر میں اپنے حوضِ کوثر پر سب سے پہلے پہنچوں گا جو میرے پاس سے گزرے گا وہ اس حوض کا پانی پئے گا اور جس نے پی لیا وہ کبھی پیاسا نہ

ہوگا۔ کچھ لوگ میرے پاس آئیں گے جن کو میں پہچانتا ہوں گا اور وہ بھی مجھے پہچانتے ہوں گے، ان کو میرے پاس آنے سے روک دیا جائے گا میں کہوں گا، یہ لوگ میرے امتی ہیں تو مجھ سے کہا جائے گا۔ ”آپ نہیں جانتے کہ آپ کے بعد ان لوگوں نے کیا کیا نئی نئی باتیں دین میں نکالی تھیں تو میں کہوں گا ”سُحْقًا سَحْقًا لِمَنْ غَيَّرَ بَعْدِي“ ترجمہ: دوری ہو دوری ہو۔ یعنی ایسے لوگوں کو میں اپنے پاس سے دھتکار دوں گا۔“ (بخاری و مسلم)

اور ایک دوسری روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ حشر کے روز تمام لوگ مل کر حضرت آدم علیہ السلام کے پاس حاضر ہو کر کہیں گے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے پاس ہماری سفارش کیجئے۔ وہ کہیں گے کہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے جانے سے ڈرتا ہوں، تمہاری سفارش کرنے کو تیار نہیں ہوں، تم سب فلاں فلاں کے پاس جاؤ۔ تو پھر تمام لوگ حضرت نوح و حضرت ابراہیم و حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس جائیں گے۔ وہ سب کے سب یہی کہیں گے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سامنے جانے سے ڈرتے ہیں اور ہم اس لائق نہیں ہیں کہ تمہاری سفارش کریں۔ تم سب آخری نبی محمد ﷺ کے پاس جاؤ چنانچہ آخر میں حضرت محمد ﷺ کے پاس حاضر ہوں گے تو آپ سفارش کرنے پر آمادہ ہو کر دربار خداوندی کے مقام محمود میں سجدہ ریز ہوں گے اور دعا کریں گے۔ اللہ کی اجازت سے شفاعت کر کے جنت میں پہنچائیں گے۔ (بخاری)

ان روایات سے صاف ظاہر ہے کہ آپ کو ثرا اور شفاعت رسول ﷺ ان لوگوں کو ہی نصیب ہوگی جنہوں نے آپ کی فرماں برداری کرتے کرتے آخری سانس چھوڑی ہے۔

غور کرو جبکہ اللہ تعالیٰ کے مخصوص پیغمبروں سے کسی کی سفارش نہ ہو سکی تو پھر ہمارا امتی کا کیا شمار، کس گنتی میں، غرض کہ صرف ہمارے نبی محترم ﷺ ہی سفارشی ہوں گے۔



لہذا اسلام خالص یہی ہے کہ ہم متبع رسول ﷺ ہوں۔ قرآن و حدیث پر عمل کریں۔ اس میں دین و دنیا اور آخرت کی بھلائی ہے۔ تقلیدِ شخصی کی نسبت بلحاظ سنہ واری مزید تفصیل یہ ہے کہ ساتویں و آٹھویں صدی تقلید کا دور ترقی پر رہا۔ چونکہ سلاطین کی پشت پناہی تھی، نویں صدی کی ابتداء میں سلطان فرخ بن برقوق نے مکہ معظمہ بیت اللہ شریف کے احاطہ میں مصلیٰ ابراہیمی کے علاوہ چار مصلے حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی مذہب کے نام سے قائم کر دیئے۔ حالانکہ ابتداء اسلام سے نویں صدی تک صرف ایک ہی مصلیٰ ابراہیمی تھا اس طرح یہ نئے چار مصلے بزور سلطان اسلام میں داخل کئے گئے۔

یہ مصلے نویں صدی سے تیرہویں صدی تک برقرار رہے۔ مقلدین اپنے اپنے مصلے پر منسوب شدہ عقائد کے امام کے ساتھ نماز ادا کرتے رہے ایک مصلیٰ کے بعد دوسرے مصلے پر نماز ادا کرنے کا انتظام تھا۔

چودھویں صدی ۱۲۳۰ھ میں شاہ عبدالعزیز بانی سعودی حکومت نے یہ نئے اسلام میں داخل شدہ چاروں مصلوں کو برخاست کر کے حسب سابق صرف ایک مصلیٰ ابراہیمی کو اپنے مقام پر قائم رکھا جو ابتداء اسلام سے تھا۔ الحمد للہ جو آج تک ہے۔ اسی مصلیٰ ابراہیمی سے جملہ نمازیں ادا ہوتی ہیں۔ جس کی تصدیق آج کل کے حجاج کرام سے کی جاسکتی ہے۔

برادرانِ ملت! ان تمام واقعات کی تصریحات سے یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ قرآن و حدیث پر عمل کرنے والے حق پر ہیں اور ابتداء اسلام سے اب تک اس پر قائم و موجود ہیں۔ اور ان شاء اللہ تاقیامت یہ جماعت باقی رہے گی۔

آج کل کے بعض مسلمان کی مثال گنبد میں آواز لگانے والے کے مصداق ہیں، ان کی آواز لوٹ کر ان پر ہی چسپاں ہوتی ہے۔ وہ اپنے کو قدیم اور دوسروں کو جدید کہنے والے خود جدید ہو کر منظر عام پر آ گئے گویا الزام عاید کرنے والے خود اپنے آپ الزام



کے مستحق ہو گئے۔

میرے مسلم بھائیو! مسلمان ہونے پر یہ لازم ہوتا ہے کہ قرآن وحدیث پر عمل کریں۔ اس کے بغیر مسلمان ہونے کا دعویٰ باطل ہے۔ ابتداء اسلام کے مسلمان کا اس وقت سے آج تک کے مسلمان کا عقیدہ ایک ہے کہ اللہ ایک ہے، قرآن ایک ہے، رسول ﷺ ایک ہے، پھر آج ہم سب مسلمانوں کو کیا ہو گیا؟ کہ اسلام خالص قرآن وحدیث پر عمل کر کے دین ودنیا اور آخرت کی بھلائی حاصل نہ کریں۔ کیا اسلام سے دوری کی وجہ سے ہم دنیا کے مصائب ومشکلات سے دوچار نہیں ہیں؟ کیا اللہ تعالیٰ کی رحمت ہم سے دور نہیں ہے؟ کیا یہ نقشہ ہمارے سامنے نہیں ہے؟ اگر ہے تو پھر کیوں نہ ہم اپنی زندگی کو اسلامی زندگی بنائیں آج کے دور میں اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ ایک دوسرے پر الزامات کے دروازوں کو بند کر دیں۔ تنگ نظری کو چھوڑ دیں، وسعتِ نظری سے کام لیں۔ اسلامی تعلیم کا تقاضا و مقصد یہی ہے کہ سارے مسلمان آپس میں بھائی بھائی بن کر رہیں، اتحادی زندگی بسر کر کے نیک اور ایک ہو جائیں۔ فرمانِ خداوندی: (إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ) [سورہ الحجرات، آیت ۱۰] کے مطابق عملی زندگی گزار کر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اور رحمتیں حاصل کریں۔

آگے نفسِ مضمون میں عہدِ نبوت ﷺ میں حدیث لکھے جانے کے دلائل ودیگر کتب حدیث و کتب فقہ کی تدوین و ولادتِ ائمہ ودورِ خلفائے راشدین سنہ واری مختصر ائمہ کی زندگی اور ان کے اقوال کی تفصیلات درج ہیں۔ ہماری ذمہ داری حق بات کو پیش کرنا ہے، اللہ تعالیٰ توفیق و ہدایت دے۔ آمین

محمد اسماعیل زرتارگر (رحمۃ اللہ علیہ)

# داعی الی اللہ

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب محمد ﷺ کو مخاطب کر کے کہہ رہا ہے۔ (وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ) [سورۃ الانبیاء، آیت ۱۰۷] ترجمہ: ہم نے تمہیں تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے اور دوسری جگہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول حضرت محمد ﷺ کو مخاطب کر کے کہہ رہا ہے۔ (وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا) [سورہ سبا، آیت ۲۸] ترجمہ: ہم نے تجھے تمام لوگوں کے لئے خوشخبریاں سنانے والا اور دھمکا دینے والا بنا کر بھیجا ہے۔ اسکے بعد اللہ تعالیٰ اپنے رسول محمد ﷺ کو حکم دے رہا ہے کہ تم اپنی زبان مبارک سے سب لوگوں کو مخاطب کر کے اعلان کرو کہ (يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا) [سورۃ اعراف، آیت ۱۵۸] ترجمہ: اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ﷺ ہوں۔ اس کے بعد پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو داعی الی اللہ بناتے ہوئے فرمایا: (يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا) [سورۃ احزاب، آیت ۴۵-۴۶] ترجمہ: اے نبی ﷺ ہم نے آپ کو شاہد اور بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا۔ آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے داعی الی اللہ ہیں اور روشن چراغ ہیں۔

اس اعلان کے بعد اسلام میں داخل ہونے کے لئے انسان کو کلمہ شہادت (توحید و رسالت) کا اقرار کرنا ضروری ہوتا ہے۔ کلمہ شہادت اسلام کا پہلا رکن ہے۔ اس کلمہ کا زبان سے اقرار کرنے والا اور دل سے یقین رکھنے والا مسلمان کہلاتا ہے اس کے ساتھ ہی اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر عمل کرنے والا ایماندار کہلاتا ہے۔ تو گویا غسل سے کلمہ شہادت کی تصدیق ہوتی ہے۔ لہذا قرآن وحدیث پر عمل کرنا مسلمان کی نشانی ہے۔



# قرآن وحدیث کی تعریف

**قرآن :** کتاب الہی کو کہتے ہیں جو لوح محفوظ سے بحکم الہی فرشتے حضرت جبریل علیہ السلام کے ذریعہ وحی سے ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ پر وقتاً فوقتاً تھوڑا تھوڑا کر کے ۲۳ سال کے عرصہ میں اتارا گیا۔

**حدیث :** حدیث کے لغوی معنی ”بات“ کے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں قرآن کو حدیث فرمایا ہے۔

(اللَّهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ) [سورة زمر، آیت ۲۳] ترجمہ: اللہ تعالیٰ

نے بہترین کلام نازل کیا ہے۔ اس آیت کریمہ میں قرآن کو حدیث کہا گیا ہے۔ (فَبِأَيِّ

حَدِيثٍ مَّبَعَدَ اللَّهِ وَايَتُهُ يُؤْمِنُونَ) [سورة جاثیہ، آیت ۶] ترجمہ: پس اللہ تعالیٰ

اور اس کی آیتوں کے بعد یہ کس بات پر ایمان لائیں گے؟ اس آیت کریمہ میں قرآن کی

آیات کو حدیث کہا گیا ہے۔ (فَبِأَيِّ حَدِيثٍ مَّبَعَدَهُ يُؤْمِنُونَ) [سورة اعراف،

آیت ۱۸۵] ترجمہ: پھر اب اس کے بعد کس بات پر ایمان لائیں گے؟

**تشریح :** اللہ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کے آجانے کے بعد بھی یہ راہ

راست پر نہ آئے تو اب کس بات کو مانیں گے؟

اس آیت کریمہ میں خدا کی کتاب قرآن کو حدیث کہا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد ﷺ کی بات کو اپنے کلام پاک قرآن میں حدیث

فرمایا: (وَإِذَا سَرَ النَّبِيُّ إِلَى بَعْضِ أَرْوَاحِهِ حَدِيثًا) [سورة تحریم، آیت ۳] ترجمہ:

جب نبی ﷺ نے اپنی بعض عورتوں سے ایک پوشیدہ بات کہی۔

بموجب فرمان الہی قرآن کا حدیث ہونا اور نبی محترم محمد ﷺ کی بات کا بھی

حدیث ہونا اظہر من الشمس ہے۔ اصطلاح اسلام میں نبی محترم حضرت محمد ﷺ کی بات



یعنی قول، فعل اور تقریر کو حدیث کہتے ہیں۔

قول: اس کو کہتے ہیں جو آپ ﷺ نے حکم فرمایا۔

فعل: اس کو کہتے ہیں جو آپ ﷺ نے عمل کیا۔

تقریر: اس کو کہتے ہیں جو آپ ﷺ کی موجودگی میں عمل ہوا اور آپ نے

سکوت اختیار کیا۔ لہذا قرآن و حدیث اسلام کی بنیاد ہے اس کی تصدیق اللہ تعالیٰ کا کلام

قرآن پاک کرتا ہے۔

## پہلی صدی

**دورِ نبوت:** حضرت محمد ﷺ کی نبوت کا عہد مبارک مکہ معظمہ میں تیسرہ

(۱۳) سال گزرا۔ اس کے بعد مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے بہ حکم الہی مدینہ منورہ

پہونچے۔ اس وقت سے سنہ ہجری کی ابتداء ہوئی ہے۔ مدینہ منورہ میں نبوت کا

مبارک دس سال رہا۔ اس طرح جملہ ۲۳ سال دورِ نبوت کے گزرے۔ اس عرصے

میں شمع اسلام کا نور سارے عالم میں پھیلا، لاکھوں کی تعداد میں مشرکین عرب و عجم

مشرف بہ اسلام ہوئے۔ یہ سب کے سب مسلمان وحی الہی (قرآن) و فرمانِ رسول

حضرت محمد ﷺ کی اتباع کرتے تھے۔ اس کے بعد خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا

دور تقریباً تیس سال گزرا جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

# دور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم:

(مشکوٰۃ جلد ۴، ص ۵۹)

(۱) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت ۱۱ھ تا ۱۳ھ  
(۲ سال، ۳ ماہ، ۹ دن)

(۲) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت ۱۳ھ تا ۲۳ھ  
(۱۰ سال ۵ ماہ، ۴ دن)

(۳) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت ۲۳ھ تا ۳۵ھ  
(۱۲ سال)

(۴) حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت ۳۵ھ تا ۴۰ھ  
(۴ سال ۹ ماہ)

جملہ دورِ خلافت : ۲۹ سال، ۵ ماہ، ۱۳ دن

اس دور کے تمام مسلمان صرف وحی الہی (قرآن) اور سنت رسول (حدیث) پر عمل کرتے تھے۔

دورِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم: ۴۰ھ تا ۱۰۰ھ تقریباً ساٹھ سال۔ اس پہلی صدی کے آخری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(۱) مدینہ منورہ کے صحابہ میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ باختلاف روایت ۸۸ھ یا ۹۱ھ، ۹۶ سال یا ۱۰۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔

(۲) بصرہ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے باختلاف روایت ۹۰ھ یا ۹۳ھ سے زیادہ یا ۱۰۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔

(۳) مکہ معظمہ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں حضرت ابوالطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ سب سے آخری صحابی تھے جنہوں نے ۱۰۰ھ یا باختلاف روایت ۱۱۰ھ میں وفات پائی۔ اس طرح پہلی صدی کے ختم کے ساتھ ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دور ختم ہوا۔ پہلی صدی کے یہ تمام مسلمان قرآن و حدیث پر عمل کرتے تھے۔ اسلامی تعلیم کا مآخذ یہی تھا۔ اس کے سوا کوئی دوسرا نہ تھا۔

## عہدِ نبوت میں تدوینِ حدیث کے دلائل

ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کے مبارک زمانہ میں قرآن مجید کی طرح حدیثیں بھی لکھی جاتی تھیں۔ اس کا بڑا اہتمام و انتظام تھا۔

(۱) ”قَيِّدُوا الْعِلْمَ“۔ علم اور حدیث کو لکھ کر مقید کر لیا کرو۔ (حاکم بیان العلم، جلد ۱، ص ۷۳)

(۲) ”اُكْتُبُوا وَلَا حَرَجَ“۔ حدیثوں کو لکھو، کوئی حرج نہیں۔ (مجمع الزوائد ص ۶۰)

(۳) ”اُكْتُبُوا إِلَّا بِي شَاهٍ“۔ ابوشاہ کو میری حدیث و خطبہ لکھ کر دے دو (بخاری و مسلم)

(۴) ”اِسْتَعْنِ بِمِثْلِكَ وَأَوْ مَا يَبِيدُهُ“۔ (اے ابورافع رضی اللہ عنہ) اپنے دائیں

ہاتھ سے میری حدیث لکھ لیا کرو۔ (ترمذی ص ۳۸۲)

(۵) ”وَ اُكْتُبُوا اِلَيَّ مَنْ يَلْفِظُ بِالْاِسْلَامِ“۔ کلمہ گو مسلمانوں کا نام لکھ کر مجھے

دے دو۔ (بخاری جلد ۱، ص ۴۳۰)

(۶) مدینہ کے یہودیوں کو صحیفہ امن لکھوا کر دیا تھا۔ محمد ﷺ نے اپنے اور یہود اور دیگر

مسلمانوں کے لئے امن نامہ لکھوا دیا۔ (سنن ابی داؤد، جلد ۲، ص ۲۵)

(۷) حدیبیہ میں صلح نامہ لکھوایا گیا۔ (بخاری جلد ۱، ص ۷۲)

(۸) آنحضرت ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایک رسالہ لکھوا کر دیا جس میں مدینہ



کا حرم ہونا، مسائلِ جراحات، اونٹوں کی عمریں، زمینوں کے احکام، ذبح لغیر اللہ کی حرمت، زمین کی چوری پر لعنت، والدین کو برا کہنے پر لعنت، بدعتی کو پناہ دینے پر لعنت وغیرہ کے مسائل تھے۔

(۹) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ہم نے رسول اللہ ﷺ سے قرآن مجید لکھا ہے اور اس صحیفہ یعنی حدیث کے اس رسالہ کو۔ (بخاری)

(۱۰) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کتاب الصدقات لکھوائی، پھر آپ کا انتقال ہو گیا۔ یہ کتاب حاکموں کے پاس روانہ نہ کی جاسکی کہ آپ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس پر عمل کیا۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد حضرت عمرؓ نے اس پر عمل کیا۔ یہ کتاب حضرت عمرؓ کے خاندان میں محفوظ رہی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پوتے حضرت سالم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کتاب امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کو پڑھنے کے لئے دی جسے امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے یاد کر لیا۔ اس کی نقل خلیفہ عمر بن عبدالعزیز نے کرائی۔ (ابوداؤد بیہقی، مستدرک حاکم، جلد ۱، ص ۲۹۲)

(۱۱) حضرت محمد ﷺ نے اپنے آخری عہد میں حدیث کی ایک ضخیم کتاب جس میں تلاوتِ قرآن مجید، نماز، روزہ، زکوٰۃ، طلاق، عتاق، قصاص، دیت اور دیگر فرائض و سنن اور کبیرہ گناہوں کی تفصیل تحریر کروا کے حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ صحابی کی معرفت یمن والوں کے پاس بھجوائی تھی۔ (دارقطنی، دارمی، بیہقی، مسند احمد، ابن خزیمہ، ابن حبان، مؤطا امام مالک، سنن نسائی)

جامعیت مسائل کے لحاظ سے اس کتاب کو حدیث کی پہلی کتاب کہنا چاہئے۔ جسے حضرت محمد ﷺ نے خود ہی لکھوائی ہے۔ اس طرح سردارانِ عرب و شاہانِ عجم کو دعوتِ اسلام کی تحریریں بھی بھیجی تھیں۔

(۱۲) ہر قل بادشاہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ نامہ مبارک منگوایا جو آپ نے وحیہ کھلی کو ۱۰ھ میں دے کر بصری کے حاکم کے پاس بھیجا تھا اس نے وہ ہر قل کے پاس بھجوایا۔ (بخاری شریف، جلد ۱، ص ۴)

(۱۳) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے کا انتقال مدینہ منورہ میں ہو گیا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ یمن میں تھے انہیں بڑا رنج و افسوس ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے پاس تعزیت نامہ تحریر کروا کر روانہ فرمایا۔ (مستدرک حاکم، جلد ۳، ص ۷۳، تاریخ خطیب جلد ۳، ص ۸۹)

(۱۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں مجھ سے زیادہ احادیث رسول ﷺ کو روایت کرنے والا کوئی نہیں ہے، مگر عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اس سے مستثنیٰ ہیں اس لئے کہ وہ حدیثوں کو لکھا کرتے تھے اور میں لکھتا نہیں تھا صرف زبانی یاد کر لیا کرتا تھا۔ (بخاری و مسلم) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ۵۳۷۶ حدیثوں کے حافظ تھے۔

(۱۵) حضرت بشیر بن نہیک تابعی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیثیں سنتا تھا تو لکھ لیا کرتا تھا۔ پھر جب میں نے ان سے رخصت ہونے کا ارادہ کیا تو وہ کتاب لے کر ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور پڑھ کر سنایا پھر ان سے دریافت کیا کہ یہ سب وہی حدیثیں ہیں جو میں نے آپ سے سنی ہیں؟ فرمایا ہاں۔ (سنن دارمی)

(۱۶) رسول اللہ ﷺ نے مرض الموت میں احکام ضروریہ جیسے جزیرہ عرب سے مشرکیں و یہود کا اخراج، وفود کی خاطر داری، تجہیز جیش حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ، قبر نبوی ﷺ کو سجدہ گاہ نہ بنانے اور خلافت ابو بکر رضی اللہ عنہ وغیرہ امور تحریر کرانے کے لئے قلم دوات اور کاغذ طلب فرمایا: قَالَ: "إِيْتُونِي أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا."



(بخاری جلد ۱، ص ۴۴۹، مسلم جلد ۲، ص ۴۲)

بہر حال اس قسم کے نبوی نوشتے بہت ہیں۔ مضمون کی طوالت کے خوف سے مختصراً پیش کیا گیا ہے جن سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت محمد ﷺ اپنی زندگی ہی میں اپنی حدیثوں کو خاص اہتمام سے موقع بہ موقع لکھوایا کرتے تھے۔ چنانچہ متعدد اصحاب کرام رضی اللہ عنہم نے ان احادیث کو جمع و محفوظ کیا۔ مزید تفصیل درج ذیل ہے:

(۱۷) صحیفہ صادقہ کے نام سے مشہور ہے جسے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے تیار کیا تھا۔ اس میں ہزار سے کچھ کم حدیثیں ہیں۔ جو مسند امام احمد میں موجود ہیں۔

(۱۸) ایک صحیفہ صحیحہ کے نام سے مشہور ہے جسے ہمام بن منبہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد نے تیار کیا ہے۔ اس کی احادیث بھی مسند امام احمد میں موجود ہیں۔ اور امام بخاری و مسلم نے بھی اپنی کتابوں میں شامل کی ہیں۔ اس مجموعہ کا قلمی نسخہ اب تک دمشق و برلن کی لائبریریوں میں محفوظ ہے۔

(۱۹) ایک صحیفہ مسند ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی تمام مرویات موجود ہیں اور اس کا قلمی نسخہ حبر منی کی لائبریری میں موجود ہے۔

(۲۰) ایک صحیفہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام سے مشہور ہے۔

(۲۱) حجة الوداع کے خطبہ کو خود رسول اللہ ﷺ کے حکم سے لکھا گیا ہے۔

(۲۲) صحیفہ جابر بن عبد اللہ کے نام سے مشہور ہے جسے ان کے دو شاگرد حضرت وہب بن منبہ اور حضرت سلیمان بن قیس الیشکری نے تیار کیا تھا۔

(۲۳) ایک صحیفہ صحیفہ عائشہ رضی اللہ عنہا جسے حضرت عمرو بن زبیر رضی اللہ عنہ نے تیار کیا تھا۔

(۲۴) صحیفہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس سلسلہ میں سعید بن



ہلال روایت کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اپنا صحیفہ ہمیں دکھلایا اور کہا کہ یہ احادیث میں نے رسول ﷺ سے سنیں اور لکھ لیں۔ پھر میں نے رسول ﷺ کو دکھائیں اور آپ ﷺ نے اس کی تصدیق بھی فرمادی۔

## دوسری و تیسری صدی

ولادت ائمہ اربعہ:

نام	سنہ ولادت	سنہ وفات	عمر	ساکن	تصنیف
۱- حضرت امام ابوحنیفہ	۸۰ھ	۱۵۰ھ	۷۰ سال	کوفہ	.....
۲- حضرت امام مالک	۹۳ھ	۱۷۹ھ	۸۶ سال	مدینہ	موطا
۳- حضرت امام شافعی	۱۵۰ھ	۲۰۴ھ	۵۴ سال	مصر	مسند شافعی
۴- حضرت امام احمد بن حنبل	۱۶۴ھ	۲۴۱ھ	۷۷ سال	دمشق	مسند احمد

دوسری صدی ہجری سے ائمہ اربعہ کا دور شروع ہوا۔ ہمارے نبی محترم حضرت محمد ﷺ سے تربیت یافتہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اللہ کو پیارے ہو گئے۔ آئے دن مسائل کی مراجعت کے لئے صحابہ رضی اللہ عنہم کا فقدان ہوا۔ یہاں سے ملت اسلامیہ کی آزمائش کا دور شروع ہوا۔ اب یہی حضرات ائمہ اربعہ اپنے اپنے علاقوں میں عوام الناس کے لئے مرجع رشد و ہدایت بنے ہوئے تھے۔ ان حضرات کے پاس کوئی مسئلہ آتا تو قرآن و حدیث پیش کرتے یا اپنی رائے و قیاس سے کام لیتے اور اللہ سے ڈرتے ہوئے یہ اعلان کرتے کہ ”إِذَا صَحَّ الْحَدِيثُ فَهُوَ مَذْهَبِي“ کہ صحیح حدیث ہی میرا مذہب ہے۔ (عقد الجید)

۱- حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کوفہ میں زندگی گزاری جہاں کا سیاسی شیرازہ منتشر تھا۔ وہ مقتل حسین رضی اللہ عنہ رہا، اہل تشیع کا مرکز تھا، وہاں امام موصوف کو

بہت کم احادیث حاصل ہوئیں جس کی وجہ سے زیادہ تر مسائل وہ رائے و قیاس سے حل کرتے تھے اور ساتھ ہی یہ ہدایت دیتے کہ ”اَتْرُكُوا قَوْلِي عَلَى قَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ“ یعنی نبی کریم ﷺ کی حدیث کے مقابل میری بات رد کر دو۔

۲۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے شہر مدینہ منورہ میں زندگی گزار کر حتی المقدور محمد ﷺ کی احادیث کو جمع کیا اور اپنی کتاب کا نام موطا امام مالک رکھا جس کی وجہ سے مسائل میں ان کی رائے بہت کم ملتی ہے۔

۳۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا پہلا دور بصرہ میں اور دوسرا دور مصر میں گزرا۔ حتی المقدور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کی احادیث کو اپنی کتاب میں جمع کیا اور اس کا نام مسند شافعی رکھا۔

۴۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ بھی احادیث جمع کرنے میں مشغول رہے۔ احادیث نبوی ﷺ کا بہت سا حصہ ان کے ہاتھ آیا۔ اپنی کتاب کا نام مسند احمد رکھا۔ امام موصوف کے سارے مسائل رائے و قیاس سے بے نیاز ہیں۔

بحیثیت مجموعی یہ دور ائمہ اربعہ بھی تقویٰ کے لحاظ سے قرآن و حدیث کی مراجعت کا تھا۔ اگر کسی امام کی جانب سے کوئی رائے قائم ہوتی تو وہ عارضی رہتی۔ حدیث رسول ﷺ کے ملتے ہی درخواست ہو جاتی۔





## اقوالِ ائمہ اربعہ

اللہ رحمتیں نازل کرے تمام اماموں پر کہ جنہوں نے کتنی حق باتیں کہیں۔

۱۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

۱۔ ”حَرَامٌ عَلَى مَنْ لَمْ يَعْرِفْ دَلِيلِي أَنْ يُقْتَلَ بِكَلَامِي“ (میزان الشعرانی، عقد الجید، ص ۷۰) ترجمہ: میرے قول پر فتویٰ دینا حرام ہے جب تک میری بات کی دلیل معلوم نہ ہو۔

ب۔ ”إِذَا قُلْتُ قَوْلًا وَكِتَابَ اللَّهِ يُخَالِفُهُ فَأَتْرُكُ أَقْوَلِي بِكِتَابِ اللَّهِ فَقِيلَ إِذَا كَانَ خَبَرُ الرَّسُولِ يُخَالِفُهُ قَالَ أَتْرُكُ أَقْوَلِي بِخَبَرِ الرَّسُولِ فَقِيلَ إِذَا كَانَ قَوْلُ الصَّحَابِيِّ يُخَالِفُهُ قَالَ أَتْرُكُ أَقْوَلِي بِقَوْلِ الصَّحَابِيِّ“ (عقد الجید، ص ۵۳) ترجمہ: جب میرا قول قرآن کے خلاف ہو تو اسے چھوڑ دو۔ لوگوں نے پوچھا جب آپ کا قول حدیث کے خلاف ہو؟ فرمایا اس وقت بھی چھوڑ دو۔ پھر پوچھا جب صحابہ رضی اللہ عنہم کے فرمان کے خلاف ہو تو؟ کہا تب بھی چھوڑ دو۔

ج۔ ”إِذَا رَأَيْتُمْ كَلَامًا يُخَالِفُ ظَاهِرَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ فَأَعْمَلُوا بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَاضْرِبُوا بِكَلَامِنَا الْحَائِطَ“ (میزان شعرانی، عقد الجید، ص ۵۳) ترجمہ: جب دیکھو کہ ہمارے قول قرآن و حدیث کے خلاف ہیں تو قرآن و حدیث پر عمل کرو اور ہمارے اقوال کو دیوار پر دے مارو۔

د۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول آب زر سے لکھنے کے لائق ہے، فرماتے ہیں: ”إِذَا صَحَّ الْحَدِيثُ فَهُوَ مَذْهَبِي“ (عقد الجید) صحیح حدیث ہی میرا مذہب ہے۔

ہ۔ ”مَا جَاءَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبِالرَّأْسِ وَالْعَيْنِ“

(ظفر الامانی) ترجمہ: جو حدیث سے ثابت ہو وہ سر آنکھوں پر ہے۔

و۔ ”وَقَالَ الْإِمَامُ أَبُو حَنِيفَةَ: ”لَا تُقَلِّدُنِي وَلَا تُقَلِّدْ مَا لِكَأَوْ لَا غَيْرُهُ وَخُذِ  
الْأَحْكَامَ مِنْ حَيْثُ أَخَذُوا مِنَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ كَذَا فِي الْبَيْزَانِ“  
(تحفۃ الاضیاء فی بیان الابرار) ترجمہ: میری تقلید نہ کرنا اور نہ مالک کی اور نہ کسی اور  
کی تقلید کرنا۔ اور احکام دین وہاں سے لینا جہاں سے انہوں نے لئے ہیں۔ یعنی  
قرآن و حدیث سے۔

ان اقوال سے یہ بات روز روشن کی طرح صاف ظاہر ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہ  
رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ و مذہب قرآن و حدیث ہے۔ جو مسئلہ صحیح حدیث سے ثابت ہو وہ  
قابل عمل ہے۔ اس کے علاوہ فرمایا کہ میری تقلید نہ کرنا اور نہ ہی بغیر دلیل کے میری باتوں  
کو ماننا، صرف قرآن و حدیث پر عمل کرنا۔ امام موصوف نے کتنی حق بات کہی ہے۔ اللہ  
تعالیٰ ان کی قبر کو نور سے بھر دے۔ آمین

۲۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

۱۔ ”مِمَّنْ أَحَدٌ إِلَّا وَهُوَ مَا خُوذُ مِنْ كَلَامِهِ وَمَرْدُودٌ عَلَيْهِ إِلَّا رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ“ (عقد الجدید ص ۷۰)

ترجمہ: دنیا میں کوئی شخص ایسا نہیں کہ جس کی بعض باتیں درست اور بعض غلط نہ ہوں  
پھر اس کی درست باتیں لے لی جاتی ہیں اور غلط رد کردی جاتی ہیں سوائے حضرت  
محمد ﷺ کے کہ تمام باتیں صحیح و درست اور مان ہی لینے کے لائق ہیں۔ ایک بات  
بھی ساری زندگی کی چھوڑنے کے قابل نہیں۔

ب۔ ”إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أُخْطِئُ وَأُصِيبُ فَأَنْظِرُ وَأَفِي رَأْيِي فَكُلُّ مَا وَافَقَ الْكِتَابَ  
وَالسُّنَّةَ فَخُذُوهُ وَكُلُّ مَا لَمْ يُوَافِقْ فَأَتْرُكُوهُ“ (حقیقۃ الفقہ بحوالہ جلب  
المنفعت) ترجمہ: میں صرف ایک انسان ہوں، کبھی میری بات درست ہوتی ہے



اور کبھی غلط، تو تم میری اس بات کو جو قرآن وحدیث کے مطابق ہو، لے لیا کرو اور اس بات کو جو اس کے خلاف ہو چھوڑ دیا کرو یعنی میری جامد تقلید مت کرو۔

ج۔ ”فَانْظُرُوا فِي رَأْيِي فُكُلَّمَا وَاَفَقَ الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ فَخُذُوهُ وَكُلَّمَا يُخَالِفُ فَاتْرُكُوهُ“ ترجمہ: پس تم میری رائے پر بغور نظر کرو۔ اور اگر وہ قرآن وسنت کے موافق ہو تو قبول کرو اور جب خلاف دیکھو تو ترک کر دو۔

### ۳۔ حضرت امام شافعی نے فرمایا:

ا۔ قَالَ الشَّافِعِيُّ: ”اِذَا قُلْتُ قَوْلًا وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خِلَافَ قَوْلِي فَمَا يَصِحُّ مِنْ حَدِيثِ النَّبِيِّ أُولَىٰ فَلَا تُقَلِّدُونِي“ (عقد الجید، ص ۵۴) ترجمہ: جب میں کوئی مسئلہ کہوں اور رسول اللہ ﷺ نے میرے قول کے خلاف کہا ہو تو جو مسئلہ حدیث سے ثابت ہو وہی اولیٰ ہے۔ پس میری تقلید مت کرو۔

ب۔ اِنَّهُ كَانَ يَقُولُ: ”اِذَا صَحَّ الْحَدِيثُ فَهُوَ مَذْهَبِيْ وَاِذَا رَأَيْتُمْ كَلَامِيْ بِخِلَافِ الْحَدِيثِ فَاعْمَلُوا بِالْحَدِيثِ وَاضْرِبُوا بِكَلَامِي الْحَائِطَ“ (عقد الجید ص ۷۰) ترجمہ: جب صحیح حدیث مل جائے تو (جانو کہ) میرا مذہب وہی ہے اور جب میرے کلام کو حدیث کے مخالف دیکھو تو (خبردار) حدیث پر عمل کرو اور میرے کلام کو دیوار پر دے مارو۔

ج۔ فَقُلْ صَحَّ عَنِ الشَّافِعِيِّ اَنَّهٗ نَهَىٰ عَنْ تَقْلِيدِهِ وَتَقْلِيدِ غَيْرِهِ (عقد الجید) ترجمہ: حضرت امام شافعی نے اپنی تقلید اور غیر کی تقلید سے منع کیا ہے۔

### ۴۔ حضرت امام احمد بن حنبل نے فرمایا:

ا۔ ”وَلَا تُقَلِّدُنِي وَلَا تُقَلِّدْ مَا لِكَاوَلَا الشَّافِعِي وَلَا الْأَوْزَاعِي وَلَا الثَّوْرِي وَلَا خُذُوا الْأَحْكَامَ مِنْ حَيْثُ أَخَذُوا مِنَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ“ (عقد

الجید، ص ۷۰) ترجمہ: ہرگز نہ میری تقلید کرنا اور نہ امام مالک کی اور نہ امام شافعی کی اور نہ امام اوزاعی کی اور نہ امام ثوری کی۔ جہاں سے یہ تمام امام دین کے احکام و مسائل لیتے تھے تم بھی وہیں (قرآن و حدیث) سے ہی لینا۔

ب۔ وَ كَانَ الْإِمَامُ أَحْمَدُ يَقُولُ: "لَيْسَ لِأَحَدٍ مَعَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ كَلَامٌ" (عقد الجید) ترجمہ: کسی کو اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کلام کی گنجائش نہیں ہے۔ ان چاروں محترم اماموں کے اقوال سے یہ بات صاف ظاہر ہوتی ہے کہ انہوں نے آنحضرت محمد ﷺ کی حدیث کے مطابق "مَا آنا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي" کا راستہ اختیار کرنے کا حکم فرمایا۔ یہ سب کے سب قرآن و حدیث پر عمل کرتے تھے۔ یہی ان کا مذہب تھا۔ ان چاروں بزرگوں نے اپنی تقلید سے منع کیا اور کسی نے بھی علیحدہ مذہب اپنے نام سے منسوب کر کے مرتب نہیں کیا۔ حضور محمد ﷺ نے فرمایا سب سے بہتر اہل زمانہ میرے ہیں، پھر وہ جو ان کے بعد والے ہیں۔ اپنے زمانہ کے بعد دوزمانوں کا ذکر کیا۔ (بخاری)

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ فتح الباری پارہ ۱۲، باب فضائل اصحاب النبی ﷺ میں تحریر فرماتے ہیں: تبع تابعین دو سو بیس (۲۲۰) برس تک زندہ رہے۔ ان کے زمانے میں بھی کسی خاص شخص کی تقلید و خاص شخص کا مذہب کسی کا نہ تھا۔ محترم ائمہ کے شاگردوں نے بعض مسائل میں اختلاف کیا ہے، اس لئے کہ وہ مقلد نہ تھے۔ علامہ سند بن عمتان رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ صحابہ کے زمانے میں کسی خاص شخص کے نام کا مذہب نہ تھا۔ جس کی تقلید کی جاتی ہو۔ بہر حال قرونِ ثلاثہ میں تقلید کا وجود نہ تھا۔





# کتب احادیث کی مزید تفصیل

نام محدث	سنہ ولادت	سنہ وفات	عمر	ساکن	کتب حدیث
۱- حضرت ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمن بن فضل	۱۸۰ھ	۲۵۰ھ	۷۰ سال	سمرقند	دارمی
۲- حضرت ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری	۱۹۴ھ	۲۵۵ھ	۶۲ سال	بخارا	بخاری شریف
۳- حضرت ابوداؤد سلیمان بن اشعث	۲۰۲ھ	۲۷۵ھ	۷۳ سال	بصرہ	ابوداؤد
۴- حضرت ابوالحسن مسلم بن حجاج	۲۰۴ھ	۲۶۱ھ	۵۷ سال	نیشاپور (خراسان)	مسلم
۵- حضرت ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن ثورہ الترمذی	۲۰۹ھ	۲۷۹ھ	۷۰ سال	ترمذ	ترمذی
۶- حضرت ابو عبد اللہ محمد بن یزید بن ماجہ ربیع	۲۰۹ھ	۲۷۳ھ	۶۴ سال	عراق (قزوین)	ابن ماجہ
۷- حضرت ابو عبد الرحمن بن احمد بن شعیب	۲۱۵ھ	۳۰۳ھ	۸۸ سال	خراسان	نسائی
۸- حضرت ابو حسن بن علی بن عمر	۳۰۵ھ	۳۸۵ھ	۸۰ سال	بغداد	دارقطنی
۹- حضرت ابو بکر احمد بن حسین	۳۸۴ھ	۴۵۸ھ	۷۴ سال	بیہقی (نیشاپور)	بیہقی
۱۰- حضرت شیخ ولی الدین محمد بن عبد اللہ خطیب	۴۳۵ھ	۵۱۶ھ	۸۱ سال	مرو (تبریز)	مشکوٰۃ

مشہور کتب احادیث درج کی گئیں۔ ان کے علاوہ کئی کتب احادیث لکھی گئی ہیں۔

### اقوال شیخ عبدالقادر جیلانی

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۷۰۷ھ اور وفات ۷۶۱ھ  
عمر ۹۱ سال ساکن بغداد، تصنیف کتب غنیۃ الطالبین، فتوح الغیب، فتح ربانی۔  
حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب فتوح الغیب میں کتنی  
زبردست نصیحت و ہدایت فرمائی ہے، ملاحظہ ہو۔

”قرآن وحدیث کو اپنا امام بنا لو اور غور و فکر کے ساتھ ان کا مطالعہ کر لیا کرو۔  
ادھر ادھر کی بحث و تکرار اور حرص و ہوس کی باتوں میں نہ پھنس جاؤ۔ صرف کتاب اللہ اور  
سنت رسول ﷺ پر عمل کرو۔ اور یہ حقیقت سمجھ لو کہ قرآن کے علاوہ ہمارے پاس عمل کے  
قابل کوئی کتاب نہیں اور آنحضرت محمد ﷺ کے سوا ہمارا کوئی رہبر نہیں جس کی ہم  
تابع داری کریں۔ کبھی قرآن وحدیث کے دائرے سے باہر نہ ہو جانا اور نہ خواہش نفسانی  
اور اغوائے شیطانی تمہیں سیدھے راستے سے بھٹکا دیں گے۔ یاد رکھو انسان اولیاء اللہ اور  
ابدال کے درجہ پر بھی کتاب اللہ وسنت رسول اللہ پر عمل کرنے سے ہی پہنچ سکتا ہے۔“  
(فتوح الغیب)

### تقلید شخصی کی تعریف

- ۱۔ مقلد کی دلیل اس کے مجتہد (امام) کا قول ہے۔ نہ وہ خود تحقیق کر سکتا ہے اور نہ اپنے  
امام کی تحقیق پر غور کر سکتا ہے۔ (مسلم الثبوت مجتہدائی)
- ۲۔ تقلید کہتے ہیں غیر نبی (امام و مجتہد) کے قول کو بغیر اس کی دلیل جانے مان لینا۔  
(جمع الجوامع)
- ۳۔ حضرت ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ غیر نبی (امام) کے قول کو بغیر



دلیل ماننا تقلید ہے۔ (شرح قصیدہ امالی)

۴۔ مقلد کی دلیل صرف اس کے امام کا قول ہی ہے۔ مقلد صرف یہی کہے کہ مسئلہ کا حکم

یہی ہے کیونکہ میرے امام کی رائے یہی ہے اور جو رائے میرے امام کی ہو میرے  
نزدیک صحیح ہے۔ (توضیح تلوتح)

۵۔ امام کا قول مقلد کی دلیل ہے۔ (توضیح)

۶۔ نہ کوئی فتویٰ دیا جائے اور نہ ہی عمل کیا جائے مگر فقط امام کے قول پر۔ (در مختار جلد

اول)

تقلید کا مطلب یہ ہے کہ مقلد جس امام کی تقلید کر رہا ہے وہ صرف اس امام کے  
قول پر ہی چلے۔ تحقیق کرنا یا دلیل چاہنا تقلید کو توڑ دینا ہے۔ بہ الفاظ دیگر تقلید عبارت  
ہوئی، غیر نبی کی باتوں کو بغیر دلیل شرعی (قرآن و حدیث) شرعی حیثیت سے مان لینا اور  
عمل کرنا۔

## چوتھی صدی

تقلید شخصی کی ابتداء چوتھی صدی میں ہوئی۔ (اعلام الموقعین جلد ۱، ص ۲۲۲)

تذکرۃ الحفاظ ص ۲۰۲ میں ہے کہ رسول کریم ﷺ سے لے کر تینوں زمانوں

خیر القرون تک تقلید کا وجود ہی نہ تھا۔ خیر القرون کے بعد تقلید کا وجود پایا جاتا ہے۔ چوتھی  
صدی تا چھٹی صدی تک اسی طرح تقلید کا سلسلہ رہا۔

سنہ واری کا لحاظ کرتے ہوئے کتب فقہ کی ابتداء کو پیش کیا جا رہا ہے۔

# پانچویں صدی

کتب فقہ

نام کتاب	سنہ تصنیف	نام کتاب	سنہ تصنیف
۱- قدوری (فقہ کی پہلی کتاب)	۲۸ھ	۱۵- خلاصہ کیدانی	نویں صدی
۲- ہدایہ (فقہ کی معتبر کتاب)	۹۳ھ	۱۶- حلیہ	نویں صدی
۳- فتاویٰ قاضی خاں	چھٹی صدی	۱۷- بحر الرائق	دسویں صدی
۴- فتاویٰ الواحیہ	چھٹی صدی	۱۸- غنیہ	دسویں صدی
۵- منیہ المصلی	ساتویں صدی	۱۹- تنویر الابصار	دسویں صدی
۶- قنیہ	ساتویں صدی	۲۰- ذخیرۃ العقبی	دسویں صدی
۷- کنز الدقائق	۱۰ھ	۲۱- دُر مختار	۱۱ھ
۸- شرح وقایہ	۴۵ھ	۲۲- فتاویٰ خیریہ	گیارہویں صدی
۹- نہایہ	آٹھویں صدی	۲۳- فتاویٰ عالمگیر	۱۱ھ
۱۰- عنایہ	آٹھویں صدی	۲۴- مالا بدمنہ	۲۲ھ
۱۱- طحاوی	آٹھویں صدی	۲۵- بہشتی زیور	۲۲ھ
۱۲- جامع الرموز	آٹھویں صدی	۲۶- مراقی الفلاح	تیرہویں صدی
۱۳- فتح القدیر	نویں صدی	۲۷- عمدۃ الرعاۃ	تیرہویں صدی
۱۴- بزازیہ	نویں صدی		

مذکورہ مشہور کتب فقہ کے علاوہ فقہ کی کئی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ جنہیں بخوف طوالت درجہ نہیں کیا گیا۔



## ساتویں صدی

ساتویں صدی ہجری میں پہلی مرتبہ چار قاضی (نسبت ائمہ) مقرر کئے گئے اور رفتہ رفتہ مقلدین کی تعداد بڑھتی گئی اور سلاطین کا میلان بھی تقلید ہی کی طرف ہو گیا۔ ہر ایک بادشاہ اپنے ہم خیال کو قاضی مقرر کرتا گیا اور ہر ایک فرقہ اپنے اپنے مذہب کو فروغ دیتا گیا۔ نیز ایک دوسرے کو مغلوب کرنے کی تدبیریں کرنے لگا۔ بالآخر شاہ بہر س نے ۱۱۵ھ مصر و قاہرہ میں چار مذاہب کے چار قاضی حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی مقرر کئے۔ یہی طریق جاری ہو گیا۔ اور سرکاری طور پر چاروں مذاہب کو برحق تسلیم کر لیا گیا۔ اس طرح بزور سلاطین یہ نو ایجاد چار مذاہب اسلام میں داخل کئے گئے۔

دین حق را چار مذاہب ساختند

رخسہ در دین نبی انداختند

ایک دین اسلام کے چار ٹکڑے کر دیئے گئے۔ یہ نسبت ائمہ و نسبت مذہب ساتویں صدی سے شروع ہوئی۔ آٹھویں صدی بھی اسی حال میں گزری۔

## نویں صدی

چار مصلیٰ بیت اللہ شریف میں (نسبت ائمہ) قائم کئے گئے۔ چنانچہ اوائل نویں صدی میں چہرہ اکبہ کا سلطان فرخ بن برقوق نے بیت اللہ شریف کے احاطے میں مصلیٰ ابراہیمی کے علاوہ یہ نو ایجاد چار مصلیٰ موسومہ حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی قائم کر دیئے۔ اس کے بعد یہ چاروں مصلیوں کا معاملہ داخل دین سمجھا جانے لگا (علامہ شوکانی فرماتے ہیں کہ اس زمانے کے اہل علم نے اس کی شدید مخالفت کی)۔ (۱۱۱ ارشاد ص ۵۸)

یہ نو ایجاد چاروں مصلیٰ نویں صدی سے تیرہویں صدی تک برابر قائم رہے۔

## چودھویں صدی

چاروں مصلے (نسبتِ ائمہ) درخواست کئے گئے۔ بیت اللہ شریف میں ائمہ اربعہ کے منسومہ نوا ایجاد مصلوں کو بانی سعودی حکومت شاہ عبدالعزیز نے ۱۲۳۳ھ میں درخواست کر کے صرف ایک مصلیٰ ابراہیمی قدیم کو جو ابتداء اسلام سے تھا حسب سابق برقرار رکھا جواب تک موجود ہے۔ اسی مصلے سے ہی تمام نمازیں ادا ہوتی ہیں۔ الحمد للہ علی ذالک

ہم نے بنیادی طور پر سنہ واری تفصیل کے ساتھ ہر نوعیت سے عوام الناس کو آگاہ کیا ہے۔ اس حق گوئی سے واقف ہونے کے بعد انصاف کی بات تو یہ ہے کہ مفسرِ قرآن و حدیث پر عمل کرنے کو لازم پکڑیں۔ کیونکہ آخرت کی نجات کا دار و مدار اسی پر موقوف ہے۔ ہر شعبہ حیات میں اللہ کا حکم کیا ہے؟ اور ہمارے نبی محمد ﷺ کا حکم کیا ہے اور عمل کیا ہے؟ اس کو ملحوظ رکھ کر عمل کریں اس طرح کا عمل جنت کی طرف لے جاتا ہے۔ آخر کار ایک دن جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ ان شاء اللہ

## لائحہ عمل

### احکاماتِ ربانی (قرآن)

۱۔ (لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ) [سورہ احزاب، آیت ۲۱]  
ترجمہ: رسول محمد ﷺ کی زندگی تمہارے لئے ایک عمدہ اور مکمل نمونہ ہے۔ بشرطیکہ اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان ہو۔

اتباع رسول ﷺ کی قرآن کریم میں بار بار تاکید آئی ہے۔

۲۔ (مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ) [سورۃ النساء آیت ۸۰] یعنی جس نے



رسول ﷺ کی اطاعت کی درحقیقت اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

اس فرمانِ عالیشان سے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کو اللہ تعالیٰ نے اپنی فرمانبرداری فرما کر ہماری زندگی کی رہنمائی فرمائی ہے۔ یہ اللہ کا احسانِ عظیم ہے۔ اس احسان کا ہم جس قدر شکر ادا کریں کم ہے۔

۳۔ (فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِي مَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا) [سورة النساء آیت ۶۵]  
ترجمہ: قسم ہے تیرے رب کی یہ مومن نہیں ہو سکتے جب تک یہ تجھے آپس کے جھگڑے میں حکم نہ بنائیں اور پھر جو حکم تم لگا دو اس سے آزرہ نہ ہوں۔ بلکہ پورے طور پر اسے مان لیں۔

۴۔ (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ) [سورة بقرہ، آیت ۲۰۸] ترجمہ: اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کی پیروی مت کرو کیونکہ وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے۔

۵۔ (قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ) [سورة آل عمران، آیت ۳۱] ترجمہ: اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو۔ اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا۔ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

۶۔ (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِيَ الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ) [سورة النساء آیت ۵۹] ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ اور رسول اور اپنے میں سے فرمانبرداروں کی تابعداری کیا کرو۔ پھر اگر کسی معاملہ میں تمہارے

درمیان جھگڑا پڑے تو اس کو اللہ اور رسول ﷺ کی طرف پھیرو۔ اگر تم اللہ اور قیامت پر یقین رکھتے ہو۔

۷۔ (وَاطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ) [سورۃ الانفال، آیت ۴۶] ترجمہ: حکم مانو اللہ کا اور فرمانبرداری کرو اس کے رسول ﷺ کی۔ مت جھگڑو آپس میں، پس سست ہو جاؤ گے اور اکھڑ جائے گی ہوا تمہاری۔

۸۔ (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ) [سورہ محمد آیت ۳۳] ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو برباد نہ کرو۔

## ارشاداتِ نبوی ﷺ

### حدیث

۱۔ ”لَا يَوْمٌ مِنْ أَحَدِكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ“ ترجمہ: تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے والدین، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ (بخاری جلد ۱، کتاب الایمان ص ۷)

۲۔ ”مَنْ أَحَبَّ سُنَّتِي فَقَدْ أَحَبَّنِي وَمَنْ أَحَبَّنِي كَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ“ (ترمذی، مشکوٰۃ ص ۵۶) ترجمہ: جس نے میری سنت سے محبت کی گویا اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔

۳۔ ”فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي“ (بخاری و مشکوٰۃ، ص ۴۸) ترجمہ: جو میری سنت سے روگردانی کرے گا وہ مجھ سے نہیں۔ یعنی میری امت میں اس کا شمار نہ ہوگا۔



۴- ”لَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ أَوْ كَفَرْتُمْ“ (مشکوٰۃ) ترجمہ: اگر تم میری سنت کو چھوڑ دو گے تو گمراہ بلکہ کافر ہو جاؤ گے۔

۵- ”تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابُ اللَّهِ وَ سُنَّةُ رَسُولِهِ“ (مشکوٰۃ) ترجمہ: میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ جب تک تم ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے رہو گے ہر گز گمراہ نہ ہو گے۔ وہ (دو چیزیں) اللہ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی سنت ہیں۔

۶- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ”مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِي عِنْدَ فَسَادِ أُمَّتِي فَلَهُ أَجْرُ مِائَةِ شَهِيدٍ“ (بیہقی، مشکوٰۃ) ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جو شخص میری امت کے فساد کے زمانے میں میری سنت پر مضبوطی سے عمل کرے گا اسے سو (۱۰۰) شہیدوں کا ثواب ملے گا۔

[کاش مؤلف رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ذکر نہ کیا ہوتا کیونکہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ للالبانی (۳۲۷) البتہ اس باب میں دوسری حدیثیں ہیں جو فتنہ و فساد کے وقت سنت کو خوب مضبوطی سے پکڑنے کی دعوت دیتی ہیں مثلاً ”تمہارے بعد ایسے صبر کے ایام آئیں گے کہ ان ایام میں سنت کو مضبوطی سے پکڑنے والے کو تم میں کے پچاس آدمیوں کے برابر ثواب ملے گا۔“ ملاحظہ ہو سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ ۴۹۴، ع۔ م۔ م۔]

لہذا قرآن و حدیث پر عمل کے سوا دوسرا کوئی راستہ ہی نہیں۔

ان براہین سے صاف ظاہر ہے کہ مسلمان کی ابتداء اور انتہاء یہی قرآن و حدیث

ہے۔

# ہمارا وطن جنت ہے

ہمارا وطن جنت ہے جو ہمیشگی والا رحمت کا مقام ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو بنا کر ان کا مقام رہائش جنت قرار دیا۔ اور آدم کی پیٹھ سے ان کی اولاد نکالی۔ (یعنی قیامت تک پیدا ہونے والی روہیں) خود ان ہی کو ان کا گواہ بنا دیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے سوال کیا کہ کیا میں تمہارا پرورش کرنے والا نہیں ہوں؟ تو سب نے جواب دیا کہ بے شک تو ہمارا رب ہے۔

اور تمام ملائکہ وغیرہ کو حکم خداوندی ہوا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں۔ اس حکم کی فرمانبرداری تمام ملائکہ نے کی۔ صرف شیطان نے نافرمانی کی۔ جس کی وجہ سے وہ لعنتی یعنی راندہ درگاہ الہی ہوا اور جنت سے نکالا گیا۔ شیطان ازل سے ہی انسان کا کھلا دشمن ہے۔ اسی شیطان نے آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی پر بھڑکایا اور ان سے اللہ کے حکم کی نافرمانی ہوئی۔ اس بناء پر آدم کو ان کے پیدائشی وطن جنت سے زمین پر اتارا گیا۔ کچھ مدت کے بعد وہ توبہ و استغفار کر کے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کے ساتھ زندگی گزار کر اس دنیا سے فانی ہوئے۔ اس لحاظ سے ہمارا اصلی وطن جنت ہے۔

میرے عزیز بھائیو! ہم آخری نبی محترم محمد ﷺ کے امتی ہیں اور خیر امت کے لقب والے ہیں۔ اور ہمارا وطن جنت ہے تو کیا یہ تمنا نہیں ہے کہ ہم اپنے وطن جنت کو واپس جائیں؟ جواب سب کا ایک ہی ہوگا، یہ کہ بے شک ہم اپنے وطن جنت میں جانے کے آرزو مند ہیں۔ تو میرے بھائیو! میں یہ عرض کروں گا کہ بموجب فرمان الہی: (اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ) [سورہ اعراف آیت ۳] ترجمہ: اس کی پیروی کرو جو تمہاری طرف تمہارے رب کی جانب سے اتارا گیا ہے۔



اس کے سوا اور رفیقوں کی تابعداری میں نہ لگ جانا۔“ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہم قرآن وحدیث پر عمل کر کے سیدھا راستہ طے کرتے ہوئے اس دارِ فانی سے اپنے اصلی وطن جنت کو واپس ہو جائیں۔ اس آیت کریمہ کی روشنی میں کسی کو یہ حق حاصل نہیں ہوتا کہ قرآن وحدیث کو چھوڑ کر کسی امتی کی پیروی کرے۔ اگر کوئی ایسی خلاف ورزی کرتا ہے تو وہ اپنے اصلی وطن جنت کے راستہ سے بھٹک کر دوزخ کی طرف چلا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نافرمانوں و مشرکوں کا ٹھکانا دوزخ ہے جو دائمی عذاب کا مقام ہے۔

برادرانِ ملت! سنجیدگی سے غور کرو کہ مقامِ پیدائش، عارضی وفانی دنیا کے وطن سے انسان کو کس قدر محبت ہوتی ہے۔ اس کا اندازہ اسی وقت ہوتا ہے جبکہ انسان اپنے وطن سے دور دوسرے مقام پر کئی سال زندگی گزارنے کے بعد وہ اپنے وطن واپس آتا ہے تو اس کو کتنی خوشی ہوتی ہے، حالانکہ یہ خوشی عارضی فانی دنیا کے وطن کی ہے۔

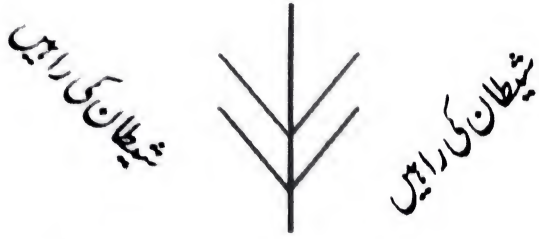
اے اللہ کے بندو! دائمی خوشی کا مقام جنت ہے۔ اس کے لئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرتے ہوئے اس دنیاے فانی سے اپنے اصلی وطن جنت کی طرف رخصت ہو جاؤ۔

## راہِ جنت

۱۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لئے ایک (سیدھا) خط کھینچا۔ پھر فرمایا یہ راہ اللہ کی ہے۔ پھر آپ نے (سیدھے) خط کے دائیں بائیں چند (ترچھے) خط کھینچے اور فرمایا یہ راہیں ہیں ان میں سے ہر راہ پر شیطان ہے جو پکارتا ہے اس راہ کی طرف۔ پھر آپ ﷺ نے قرآن کی یہ آیت پڑھی (وَإِنَّ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ فَاتَّبِعُوهُ) [سورہ الانعام آیت ۱۵۳] ترجمہ: اور تحقیق یہ ہے راہ میری سیدھی پس پیروی کرو اس کی۔

وہ نقشہ اس طرح ہے۔

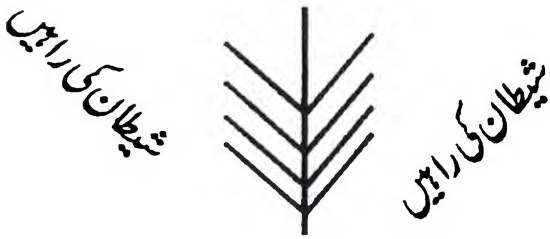
اللہ کی راہ



(احمد، نسائی، دارمی)

۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ ﷺ نے ایک سیدھی لکیر کھینچی پھر دو لکیریں (ترجھی) اس کے داہنے اور دو لکیریں (ترجھی) اس کے بائیں کھینچیں۔ پھر درمیانی (سیدھی) لکیر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا یہ اللہ کی راہ ہے۔ (باقی راہیں اللہ کی نہیں) وہ نقشہ اس طرح ہے۔ (ابن ماجہ)

اللہ کی راہ



ان دونوں حدیثوں و شکلوں کا مطلب ایک ہی ہے رسول اللہ ﷺ نے درمیانی سیدھی لکیر کو اللہ کی راہ کہا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن عظیم الشان میں فرماتا ہے۔

(مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ) [سورہ نساء، آیت ۸۰]

رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔

اس آیت کریمہ سے اللہ کی راہ کا انکشاف ہو رہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرنا اور ان کے نقش قدم پر چلنا گویا اللہ کی راہ پر چلنا ہے۔ اس طرح سے اللہ کے رسول



ﷺ کے قول و فعل کی راہ تا قیامت راہِ عمل ہے جو ہر نمونہ زندگی قرآن وحدیث کا مظہر ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ قرآن وحدیث راہِ جنت ہے ان ہی پر عمل کر کے جنت میں داخل ہو جائیں۔

برادرانِ ملت! قرآن وحدیث مقصدِ زندگی ہونا چاہئے۔ چونکہ یہ دنیا مہلت کا مقام ہے۔ اس کو ایک روز چھوڑنا ہے۔ اس لئے زندگی کے تمام منازل کتاب وسنت کے مطابق طے کرتے ہوئے آخری سانس چھوڑنا ہی کامیابی کی منزل ہے۔ وہ آخری منزل جنت ہے۔ بقول شاعر کہ ۔

مسلمِ سنت پہ اے سالک چلا جا بے دھڑک  
جنت الفردوس کی سیدھی گئی ہے یہ سڑک

## پیغامِ الہی

(يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اقْوُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا) [سورہ تحریم آیت

[۶]

ترجمہ: اے ایمان والو اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔

تشریح: روز قیامت اس کی باز پرس ہوگی۔ اس سے نجات کے لئے اسلامی تعلیم و تربیت سے اپنے اہل و عیال کو واقف کرا کے باعمل بنانے کی کوشش کریں۔ یہ صدرِ خاندان کی بہت اہم ذمہ داری ہے۔ ہدایت دینا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔

## پیغامِ رسول ﷺ

إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدَهُ

مِنْ نَحْلٍ أَفْضَلٍ مِنْ آدَبٍ حُسْنٍ“ (ترمذی، مشکوٰۃ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ باپ اپنی اولاد کو جو کچھ دیتا ہے، اس میں سب سے بہتر عطیہ اس کی اچھی تعلیم و تربیت ہے۔

تشریح: والدین کا بہترین عطیہ اولاد کی صحیح تعلیم و تربیت ہے۔ اسلام نے بچوں کی تعلیم و تربیت کے سلسلہ میں بہت ہی تاکید کی حکم دیا ہے۔ اس حدیث کے معنی یہ نہیں کہ کوئی عطیہ ہی نہ دیا جائے یا جائیداد ورثے میں نہ چھوڑی جائے بلکہ اولیت اور سب سے زیادہ اہمیت تعلیم و تربیت کو دی جائے۔

## اپنے اعمال کو ضائع نہ کرو

کافر و مسلمان کے عمل میں تقابل کے سلسلے میں ایک بات عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ وہ یہ کہ آخرت کا انکار کرنے والا کافر کتنا بھی نیک کام کرے اس کو آخروی ثواب نہیں ملتا۔ بلکہ دنیا ہی میں کچھ نصیب ہو جاتا ہے برخلاف اس کے آخرت کا اقرار کرنے والا مسلمان اگر قرآن و حدیث کے مطابق عمل نہ کرے تو اس کا کوئی نیک کام خواہ کتنا ہی بہتر ہو وہ اللہ تعالیٰ کے پاس قابل قبول نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کو جنت نصیب ہوتی ہے۔

میرے معزز بھائیو! اب بھی وقت ہے۔ زندگی کو غنیمت جانیں اور اپنی بے راہ روی کا اعتراف کر کے اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا کریں۔ اس کی رحمت سے ناامید نہ ہو جائیں۔ وہ توبہ قبول کرنے والا ہے اور توبہ کرنے والوں سے بہت خوش ہوتا ہے۔ لہذا توبہ و استغفار کرنے میں جلدی کریں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ سورج بجائے مشرق کے مغرب کی طرف سے طلوع ہو جائے۔ جب ایسا ہوگا تو اس وقت توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ یہ بات خوب یاد رکھو کہ وہ دن قیامت کا ہوگا جو اچانک واقع ہوگا۔ اس کا علم کسی کو نہیں ہے۔



آج یہاں جیسا کرو گے ویسا پاؤ گے۔ ذرہ ذرہ کا حساب ہوگا۔ اس کے مطابق جزا و سزا ہوگی۔

یہ دنیا دار العمل ہے۔ اس لئے خیر امت کا فریضہ ہے کہ وہ اسلامِ خالص، پیغامِ الہی و پیغامِ رسول ﷺ کو، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے ذریعے لوگوں تک تا قیامت پہنچاتی رہے۔

میری ذمہ داری حق بات کو پیش کرنا ہے۔ وما علینا الا البلاغ

اب بارگاہِ رب العزت میں دعا کرتا ہوں کہ

اے دلوں کے پھیرنے والے تمام مسلمان بھائیوں کے دلوں کو اپنے حنا لے

دین اسلام پر عمل کرنے کی طرف مائل کر دے۔ اور ہدایت نصیب فرما۔ آمین ثم آمین

سبحان ربك رب العزة عما يصفون وسلام على المرسلين والحمد لله

رب العالمين برحمتك يا ارحم الراحمين

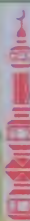
وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا [نبي اسرائیل: ۸۱]

اور اعلان کرو کیجئے کہ حق آگیا اور باطل مٹ گیا یقیناً باطل تھا ہی مٹنے والا

مسکب سلف کا ترجمان • کتاب وسنت کا بیان • شعبہ دعوت و تبلیغ کا آرگن



قلمی ادارہ  
جنوبی افریقہ  
۲۰۰۰ء



ان باتوں پر غور کریں کہ یہ سلف کا ترجمان ہے، جس کا مقصد ہے کہ اللہ کی راہ میں حق بات کو سچا اور باطل کو جھوٹا دکھائے۔  
اس سلف کا ترجمان ہے، جس کا مقصد ہے کہ اللہ کی راہ میں حق بات کو سچا اور باطل کو جھوٹا دکھائے۔  
اس سلف کا ترجمان ہے، جس کا مقصد ہے کہ اللہ کی راہ میں حق بات کو سچا اور باطل کو جھوٹا دکھائے۔



ہماری دعوت  
اجتہاد  
کتاب وسنت

مہسلہ

# حق کی پکار

خاص کتابت  
پیشکش  
نور کوثر کا ادبی و علمی اور  
تربیتی ماہنامہ

مدیر  
عبدالعزیز مدنی  
نائب مدیر  
عبدالعزیز خطیب

Monthly HAQ KI PUKAR Mhasla

خود بھی خریدار بننے اور دوسروں کو بھی خریدار بنا کر (وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى) کا عملی ثبوت پیش کیجئے اور ”مَنْ دَلَّ عَلَى خَيْرٍ فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ فَاعِلِهِ“ (مسلم) یعنی جو کسی کی بھلائی کی طرف رہنمائی کرے گا تو اس کو کرنے والے کے برابر ثواب ملے گا۔ جیسے عظیم ثواب کے مستحق بننے اور عزم مصمم کر لیجئے کہ ان شاء اللہ بدعات و خرافات کا قلع قمع کر کے امت کو شاہراہ کتاب وسنت پر کھڑی کرنے کے لئے ہر ممکن قربانی پیش کریں گے۔ و جزاکم اللہ خیراً

شعبہ دعوت و تبلیغ مہسلہ کی مطبوعات

